

(قسط ۲۷)

ہندو تہذیب اور مسلمان

از جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب استاذ تاتتخجام علیہ اسلامیہ نئی دہلی

چندل مندل اکبر بادشاہ نے چوڑے پیسے گوٹوں کی جگہ انسانوں کا استعمال کر کے اس کا نام چندل مندل رکھا بقول ابوالفضل اکبر بادشاہ خود اس کھیل کا موجد تھا۔ درحقیقت یہ کھیل بھی چوڑے کی طرح ایک کھیل تھا۔ لیکن اکبر بادشاہ نے اس میں کچھ اصلاحیں کی تھیں۔ اس کی بساط چوکور کے بجائے گول ہوتی تھی جس میں سولہ متوازی الاضلاع حصے ہوتے تھے، ہر ضلع میں تین قطاریں اور ہر قطاریں آٹھ خانے، اور چونسٹھ مہرے استعمال کئے جاتے تھے۔ چار پائے ہوتے تھے جن کے چار طولانی پہلوؤں پر ایک، دو، دس اور بارہ نقطے نقش تھے۔ سولہ آدمی اس کھیل میں شریک ہوتے تھے اور ہر شخص کے پاس چار مہرے ہوتے تھے۔ مہرے وسط میں جمائے جاتے تھے اور چوکور کی طرح چندل میں بھی دائی جانب سے چال شروع کرتے تھے۔ ہر مہرے کو پوری بساط طے کرنی پڑتی تھی جس کھلاڑی کے مہرے سب سے پہلے بساط طے کر لیتے تھے، وہ بقیہ پندرہ اشخاص سے شرط کی رقم وصول کرتا تھا اور دوسرا شخص جو کھیل سے فارغ ہو جاتا، چودہ اشخاص سے بازی جیت لیتا تھا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اول شخص کو فائدہ ہی فائدہ ہوتا تھا۔ اور آخری شخص سوائے نقصان کے فائدے کی صورت ہی نہ دیکھتا۔ دوسرے کھلاڑی نفع بھی اٹھاتے اور نقصان بھی برداشت کرتے تھے۔

اکبر بادشاہ اس کھیل کو مختلف طریقوں سے کھیلتے تھے ایک طریقہ یہ تھا کہ اس میں مہرے اسی طرح چلے جاتے تھے جس طرح کہ شرطیج میں اکثر اوقات کھیلا جاتا تھا۔

چندل مندل میں پندرہ یا اس سے بھی کم اشخاص شریک ہو سکتے تھے جتنے کھلاڑی کم ہوتے

© rasailojaraid.com

دوسرے گیارہ پتے مثال سابق رنگ کے وزیر کی تصویر، اور ایک سے لے کر دس ہاتھیوں تک کے نقوش سے مزین ہوتے تھے۔

(۳) تربت (یعنی وہ بادشاہ جو اپنی پیادہ فوج کی کثرت و قوت کے لحاظ سے مشہور تھا، جیسے شاہ بجا پور۔ اعلیٰ پتے پر بادشاہ کی تصویر ہوتی تھی جو تخت شاہی پر بے حد شان و شوکت کے ساتھ دراجمان ہوتا تھا، دوسرا پتہ وزیر کی تصویر سے منقش ہوتا تھا جو ایک صندلی پر بیٹھا ہوا تھا۔ بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس پیادوں تک کی تصویریں بنی رہتی تھیں۔

(۴) گڈھ پت، اس پتے پر بادشاہ قلعے کے اوپر تخت نشین تھا۔ دوسرے پتے پر وزیر صندلی پر قلعے میں بیٹھا ہوا تھا اور بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس تک قلعوں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔

(۵) دھن پت: یعنی خزانے کا بادشاہ۔ اس رنگ کے اعلیٰ پتے پر بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے روبرو چاندی اور سونے کے انبار لگے ہوئے..... تھے۔ دوسرے پتے پر وزیر اس طرح صندلی پر متمکن تھا کہ گویا خزانے کا جائزہ لے رہا ہو، بقیہ دس پتوں پر سونے اور چاندی کے ظروف کی ایک سے لے کر دس تک تصویریں نقش کی گئی تھیں۔

(۶) دل پت: جنگ کا بادشاہ۔ اعلیٰ پتے پر بادشاہ تمام اسلحہ و جنگ سے آراستہ تخت پر دراجمان تھا اور اس کے گرد سپاہی جنگ کے لباس پہنے کھڑے تھے۔ دوسرے پتے پر وزیر بکتر پہنے ہوئے صندلی پر متمکن تھا۔ بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس تک سپاہیوں کی، جو لباس جنگ پہنے ہوئے تھے، تصویریں نقش تھیں۔

(۷) ناؤ پت۔ جگی بیڑوں کا بادشاہ، اعلیٰ پتے پر بادشاہ جہاز کے اندر تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ دوسرے پتے پر وزیر جہاز کے اندر صندلی پر بیٹھا تھا اور بقیہ پتوں پر ایک سے لے کر دس تک کشتیوں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔

(۸) ٹی پت۔ اعلیٰ پتے پر ملکہ تخت پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کی سہیلیاں چاروں طرف

کھڑی تھیں۔ دوسرے پتے پر ایک عورت بطور وزیر صندلی پر متمکن تھی اور بقیہ دس پتوں پر ایک سے لیکر دس تک عورتوں کی تصویریں منقش تھیں۔

(۹) سوہیت، اعلیٰ پتے پر دیوتاؤں کے بادشاہ یعنی راجہ اندر تخت پر وراجہان تھے۔ دوسرے پتے پر وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا تھا بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس تک دیوتاؤں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔

(۱۰) آسرت۔ جنوں کا بادشاہ۔ اعلیٰ پتے پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا سا ایک بادشاہ تخت پر جلوہ افروز تھا، دوسرے پتے پر وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا تھا۔ بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس تک جنوں کی تصویریں منقش تھیں۔

(۱۱) بن پت۔ جنگلی جانوروں کا بادشاہ، اعلیٰ پتے پر شیر کی تصویر تھی جس کے گرد دوسرے جانور کھڑے تھے۔ دوسرے پتے پر وزیر پر یعنی چیتے کی تصویر بنی ہوئی تھی، بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس تک جنگلی جانوروں کی صورتیں نقش تھیں۔

(۱۲) آہک پت۔ سانپوں کا بادشاہ، اعلیٰ پتے پر شاہ ماراں، اڑدے پر سوار تھا۔ دوسرے پتے پر وزیر بھی ایک سانپ تھا جو اسی قسم کے دوسرے سانپ پر سوار تھا بقیہ دس پتوں پر ایک سے لیکر دس تک سانپوں کی تصویریں منقش تھیں۔

پہلے چھ رنگ میں براورد دوسرے چھ ”کم بر“ کہلاتے تھے۔

اکبر بادشاہ نے گنچے میں ذیل تغیرات کیے۔

سرخ رنگ کے بادشاہ کی تصویر اس طرح بنائی گئی تھی کہ گویا تخت پر بیٹھا ہوا زرافہ شانی کر رہا

تھا، دوسرے پتے میں وزیر صندلی پر جلوس فرما تھا اور خزانے کا جائزہ لے رہا تھا اور بقیہ دس صفحوں میں علامہ اندہ کی مختلف تصویریں بنائی گئی تھیں مثلاً سنار، گدازگر، مٹلس ساز، وزان، تنکھی، مہرکن، تنکھی، من، خریدار، فروشندہ، قرض گیر۔

بادشاہ برات کی تصویر ایسی تھی کہ تخت پر جلوس فرما تھا اور فرامین و اسناد و دیگر کاغذات

دفتر کو ملاحظہ کر رہا تھا۔ وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا دفتر کا کام کر رہا تھا۔ بقیہ دس بتوں پر محلے کی تصویریں تھیں مثلاً کاغذ گر، مہرہ کش، مسطر کش، نویسندہ دفتر، مصور، نقاش، جدول کش، فرمان نویس، محبہ رنگریز۔

بادشاہوں کے نام اس طرح تھے، بادشاہ قماش، بادشاہ چنگ، بادشاہ زرسفید، بادشاہ شمشیر، بادشاہ تاج اور بادشاہ غلامان۔

اکبر بادشاہ گنجہ اور شطرنج صغیر و کبیر دونوں کھیلوں کو بڑے شوق سے کھیلا کرتا تھا اور بادشاہ کا مقصد صرف یہی تھا کہ بنی نوع انسان کے جو ہر طبیعت کا اندازہ فرمائیں اور ان میں اتحاد و یک جہتی پیدا کریں۔ لے

مفلوں کے عہد کا ترمیم شدہ بتوں کا کھیل اب ہندوستان میں جاری ہے لے
بہادر شاہ ظفر نے گنجہ کے بارے میں یہ شعر کہا تھا۔

شوق ہے اس جنگجو کو بازی شمشیر سے گنجہ کا اس لئے اب اسنے سیکھا کھیل ہر

قمار بازی | اسلام میں جو اکھیلنا حرام ہے لیکن ہندوستان کے مسلمانوں میں اس کا رواج پایا جاتا تھا۔ وہ لوگ چوسر کے کھیل میں بھی بازی لگاتے تھے۔ گلاب بن بانو نے لکھا ہے کہ جس زمانے میں ہمایوں کابل میں تھا تو وہ جو اکھیل کرتا تھا۔ وہ کھلاڑی عورتوں اور مردوں کو بیس دینار قمار بازی کے لئے دیا کرتا تھا۔ دیوالی کے زمانے میں بھی مسلمان جو اکھیل کرتے تھے یہ لے

لے برائے تفصیل دیکھئے۔ آئین اکبری (۱۔ ت) ج ۱، ص ۶۹-۶۷، کتاب فصل الکلام/۱۵۷ اب -

۱۵۸ اب -

CROOK. WILLIAM: HERKELOT'S ISLAM IN INDIA (L-1921) P. 335 لے

لے ہمایوں نامہ (۱۔ ت) لاہور ۱۹۶۶ء۔ ۱۱۸-۱۱۹ نیز دیکھئے آئین اکبری (۱۔ ت) ص ۶۹۲
PURUSH PARIKASH - P. 143

لے ہفت نمائش/۸۳-۸۴

طیور کی لڑائیاں | طیور بازی ہر طبقے کے مسلمانوں میں پائی جاتی تھی۔ ان میں مرغ بازی، بٹیر بازی، تیر بازی، گھدم بازی، لوا بازی اور طوطے بازی۔ درندوں کی لڑائی جس کا بعد میں ذکر کیا جائے گا، صرف بادشاہ اور امرا تک محدود تھی۔ لیکن طیور کی لڑائی کا شوق ہر امیر و غریب کر سکتا تھا اور ہر شوقین محنت کر کے لڑائی کے قابل مرغ یا بٹیر تیار کر سکتا تھا۔

اسپیر نے لکھا ہے کہ شام کے چار بجے محل کے سامنے کئی سلاطین جمع ہوتے اور اپنے مرغ لڑا کر بادشاہ (بہادر شاہ ظفر) کی طبیعت بہلاتے تھے۔ اور غالباً یہ روزانہ کا شغل تھا۔ پینانٹ کا بیان ہے ”ہندوستانی مرغ لڑانے کے بہت شوقین ہیں۔ اور ہم لوگوں کے مقابلے میں وہ لوگ ان جانوروں کو کھلانے اور تربیت کرنے میں زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ وہ مرغ کے ایک پیر میں ایک نکیل کا ٹا بانڈھ کر لڑاتے ہیں۔ مرغوں کے پر نہیں تراشے جاتے اور ان کو پورے پروں کے ساتھ لڑایا جاتا ہے“ نوابین اودھ اور ان کے عوام کو مرغ بٹیر اور دیگر طیور کی بازیوں کا بے حد شوق تھا۔ لسن ڈوین نے لکھنؤ میں مرغ بازی اور دیگر طیور کی بازیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس ملک کے باشندے مرغ پالنے اور ان کی تربیت کرنے اور ان کے لڑانے کا بہت شوق

۱۔ برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ گذشتہ لکھنؤ۔ ص ۱۴۴، شباب لکھنؤ ۱۱۹

TWILIGHT OF THE MUGHAL EMPIRE. P. 79.

۲۔

بہادر شاہ ظفر نے بٹیر بازی پر ایک پوری غزل لکھی ہے جس کا مطلع یہ ہے:

ایسے شاہین ہوئے ہیں میرے تیار بٹیر ماریں شاہین کو اڑا کر یہ جگہ دار بٹیر (دیوان ظفر) ص ۱۱۶

A VIEW OF HINDOSTAN: II, P. 246, 270

۳۔

مصطفیٰ کا یہ شعر بھی بٹیر بازی سے عوام کی دل چسپی کی شہادت میں کرتا ہے:

یہاں نہ رو بہ کی اور نہ شیر کی بجٹ رات دن ہے یہی بٹیر کی بجٹ

دیوان ششم ذق۔ رام پور، ص ۱۲۹

مارچ ۱۹۶۱ء

۲۰۹

رکھتے تھے۔ وہ بازی بد کر رات بھر مرغ لڑاتے تھے۔ نوابین آودھ کی مرغ بازی کے شوق پر تبصرہ کرتے ہوئے پینائنٹ نے بیان کیا ہے کہ بعض اوقات وہ انگریزوں سے مرغ لڑاتے تھے اور بازی لگاتے تھے اور کبھی کبھی یہ بازی ایک لاکھ روپے تک پہنچ جاتی تھی۔ جون جو فینی نے ایک تصویر انجیلینڈ بھیجی تھی جس میں نواب آصف الدولہ کو مرغ لڑاتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ اس تصویر کے پس منظر میں رقص و سرود کی محفل جمی ہوئی تھی۔ جس زمانے میں میر تقی میر نواب آصف الدولہ سے ملنے دربار گئے تھے تو اس وقت نواب مرغ بازی کے شغل میں منہمک تھا۔

نوابین آودھ ان طیور کی پرورش، اور ان کی غذا میں کافی روپے صرف کرتے تھے ہر چن داس نواب شجاع الدولہ کے بارے میں لکھتا ہے

”مرغان آنقدر بودند کہ ہزار روپیہ روزانہ خورائند آںہا بود“

لکھنؤ کے مرغ بازوں کی میر نے ایک ہجو لکھی ہے جس کے چند شعر یہاں درج کئے جاتے

ہیں :

A JOWNEY FROM MERUT AND LONDON : P. 4

۱۰

OBSERVZK D'ETC 1 220

نیز ملاحظہ ہو۔ عماد السعادت ص ۱۲۲

THE VILW OF HINDOOSTAN : II, P. 271

۱۲

۱۳ ایضاً۔ ۲/ ص ۲۷۱ برائے تصویر ملاحظہ ہو۔

SHAH ALLUM II AND HIS COURT; TWINING'S TRAVELS IN INDIA: P. 294

۱۴

۱۵ میر کی آپ بیتی۔ ص ۱۷۹۔ نوابین بنگال مرغ بازی کا شغل کرتے تھے۔ طباطبائی نے لکھا ہے کہ علی وردی خاں دکن سے مرغ منگواتا تھا۔ اور موسم سرما میں وہ راج محل کے علاقے میں چلا جاتا تھا۔ سیر و شکار کے بعد وہ شام کے وقت مرغوں کی لڑائی دیکھتا تھا۔ سیر المتاخرین

(انگریزی ترجمہ) ۲/ ص ۱۱۸

۱۶ چہار گلزار شجاعی ص ۲۲۱ ب، تفسیر الفافین ص ۲۸۔ عماد السعادت ص ۴۸

دلی سے ہم جو لکھنؤ آئے گرم پہخاش مرغیاں پائے
 پر و پرزادِ درست یکساں ہے مرغِ تصویر کا بھی حیراں ہے
 مرغ ہے ایک ایک جیسے کنگ قاز و سارس سے جنگ جس کا تنگ
 حوصلہ کس قدر حوصلہ کا ذکر کیا کر گسِ شتر دل کا
 لات کی گھات کر جو مڑ جاوے سرِ طائر کا رنگ اڑ جائے
 زہرِ قفس کا اس خطر سے آب شب نہ سووے ہر اس مڑ خاب
 بکری سا فیلِ مرغ کو مارا کب شتر مرغ سے ہوا چارا
 آدمی جو بڑے کہاتے ہیں مرغ مارے بغل میں آتے ہیں
 مڑخ و سبز واد کے سب مرغ ہیں ثنا گستر ایسے تھے کب مرغ
 ہو جو کین مرغِ خانگی کے تئیں مت سن اس ہرزہ چالگی کے تئیں
 لات ماری جو کاٹ کر حلقوم حیدر آباد تک پڑی ہے دھوم
 کھا کے سینے کی مدعی سووے سرِ واقع کا واقعہ ہووے
 اڑ گیا حلق کا جو لڑتے پوست کی صدا مرغ دوست نے ہی دوست

وقراتنا کہ ویر بچے لیں جان دے کوئی تخم مرغ نہ دیں
 مرغ بازوں سے ساز کر دیکھا دیا لطاف ہانہ کر دیکھا
 ربط رکھا بہت انھوں کے ساتھ ایک پر مرغ کا نہ آیا ہاتھ

بازی بد بکے جب لڑاتے ہیں کانٹے لوہے کے باندھ لاتے ہیں
 آیا حلقوم کے کہ حلق کے پار پھوٹا چھاتی میں ایک لگ کے دوسرا
 ہاتھ جس مرغ باز کے تھا وہ پانی کینے لگا تر آ کر وہ

کچھ تو ٹھہرا تو دم دیا اُن نے بقیہ کر کے رکھ لیا اُن نے
اور جو سست ہو ہوا تھسلا دونوں بازو کے پر پٹے پھیلا

جمنے منگل کو پالی کی دھوم گلیوں میں روزِ حشر کا ہے ہجوم
مرغ بازوؤں کو ہے قیامت جوش جس کو دیکھو تو مرغِ در آغوش
مرغ لڑتے ہیں ایک دو لائیں سیکڑوں ان سفیہوں کی باتیں

ایک بولے کہ کاری آئی چوٹ ایک کہتا ہے بس گیا اب ٹوٹ

طُرفِ ہنگامہ طرفہ صحبت ہے بعد نصف النہار رخصت ہے
کھانچے سر پر نخل میں مارے مرغ لے گئے جیتے ہارے ساک مرغ
پھر جو روزِ معین آوے گا نالہ مرغِ سحر سناوے گا
عالم آوے گا گرد و سیاہی گرم ہنگامہ ہوگا ایسا ہی

میراُن کا نہ ہووے گو قائل

مرغِ معنی پہ وہ بھی ہے مائل

مختصر یہ ہے کہ لکھنؤ کے ہر طبقہ کے لوگ اپنا بیشتر وقت پرندوں کو لڑانے اور اس تماشا
کو دیکھنے میں صرف کرتے تھے۔

۱۷ کلیات میر۔ ص ۸۰۸ - ۸۱۰ لکھنؤ میں طیور بازی کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ گذشتہ لکھنؤ۔

ص ۱۷۵ - ۱۸۸ - شباب لکھنؤ / ۱۱۹ - ۱۲۱

۱۷ تفسیر الفانین ص ۲۸ - ۲۹